

مستر جناب کا پر اسرار مکتبہ

اور

اُس کا حل

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کا وہ بصیرت افروز
بیان جو سب سے سال پیشتر ماہ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ میں رسالہ
قائد مراد آباد اور مدینہ وغیرہ اخبارات میں شائع ہوا تھا جبکہ
حضرت موصوف نے مسٹر جناب کی عہد شکنی کے باعث مسلم لیگ
کے پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدگی اختیار کی تھی

حسبِ فرمائش

مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیتہ علماء ہند

دفتر مرکز جمعیتہ علماء ہند دہلی، سے شائع کیا گیا

قیمت دو آنہ

دہلی پرنٹنگ و پبلشنگ کمپنی

مندرجہ ذیل رسالے ملاحظہ فرمائیے

قیمت	نام
۶	(۱) جمعیتہ العلیا کیا ہے۔
۶	(۲) مسلم لیگ کیا ہے
۸	(۳) خطبہ عمارت اجلاس بہار پٹنہ از حضرت مولانا حسین احمد صاحب
۲	(۴) مختصر تاریخ جمعیتہ علماء ہند
۲	(۵) زعماریگ اور شہر جناح کی سیاسی غلطیاں
۶	(۶) سول سیرت اور لیگ
۲	(۷) شریعت ہل اور لیگ
۲	(۸) لیگی علماء کے فتاویٰ
	(۹) علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کامر تاسے (زیر طبع)
۳	(۱۰) پاکستان پر ایک نظر (مولانا حفیظ الرحمن صاحب)
۲	(۱۱) معرکہ الہ آباد تقریر از حضرت مولانا احمد سعید صاحب
۳	(۱۲) شرکت کانگریس کمیونٹی اور ازاؤ شکوک
۳	(۱۳) پاکستان کی حقیقت از حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب
۳	(۱۴) انتخابی کشمکش اور تہذیب اسلام

(نوٹ) ان کے علاوہ دوسرے رسالے زیر طبع ہیں۔

ملنے کا پتہ: صدر دفتر جمعیتہ علماء ہند گلی قاسم جان دھرم

مسلم لیگ کی تاریخ سیاہ و اور علماء ہند کی علیحدگی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا وَصَلِّیًّا۔ انا بعد میرے بعض احباب نے مسٹر محمد علی جناح کے اس بیان کی طرف متوجہ کیا جو کہ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کے بعض اخبارات میں حنیف القادری میں شائع کیا گیا ہے۔

”مولانا حسین احمد کا یہ سارا بیان از سر تا پا غلط ہے“

”قائد ملت مسٹر محمد علی جناح کا باطن سوز بیان“

نمبر۔ ۱۹ اگست۔ مسٹر محمد علی جناح نے مولانا حسین احمد دیوبندی کی ایک تقریر کے سلسلہ میں جو آخر الذکر نے ۱۵ اگست کو غازی آباد میں کی تھی، ایک بیان شائع کرایا ہے۔ مسٹر محمد علی لکھتے ہیں۔

مولانا حسین احمد کے متعلق میں نے سنا ہے کہ انہوں نے اپنی اس تقریر میں کہا کہ عام انتخابات کے موقعہ پر ہم نے مسلم لیگ کی اسلئے مخالفت نہ کی تھی کہ اس وقت ہمیں مسٹر جناح نے یقین دلایا تھا کہ مسلم لیگ کی پالیسی اب بدل گئی ہے اور مسلم لیگ اب آزادی کا حق کی حامی ہے۔ لیکن انتخابات ختم ہو جانے کے بعد حسب مسٹر جناح نے

ہی یہ کہا کہ وہ گفتگو تو محض ایک سیاسی چال تھی تو چاری آنکھیں کھل گئیں۔ مسٹر جناح تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بیان از سر تا پا غلط ہے۔ ۱۹۴۳ء میں جمعیتہ الطالبین کے بعض ارکان کیوں مسلم لیگ کے ساتھ مل گئے تھے اور لیگ کے اُمیدواروں کی انہوں نے کیوں تائید و حمایت کی تھی اور پھر فوراً وہی وہ کیوں الگ ہو گئے۔ میرے لئے خود یہ ایک پُرلہذا سہولت ہے جسے میں حل نہیں کر سکا۔“

مذکورہ بالا بیان کو دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میرے لئے یہ تمام بیان ایک عجیب الشان بالوس کن چھتیاں ہو کر رہ گیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ مسٹر جناح اور ان کے مراسلہ نگاروں کی قوتِ حافظہ بالکل بیکار ہو گئی ہے اور شہرتِ ماؤنٹ کی بنا پر وہ صحیح حالات کے انکشاف کے خوف سے بھٹکتے جا رہے ہیں۔ جان بوجھ کر یہ سب اس یورپین ناپاک پروپیگنڈے کے ماتحت عمل میں لایا گیا ہے جس کی مشق اہل لیگ الیکشن کے ختم ہونے کے بعد سے برابر کر رہے ہیں۔ دفعاتِ ذیل ملاحظہ ہوں۔

دالغ، ۱۴، ۱۵، ۱۶ اگست کو میں دیوبند ہی میں دن درات مقیم رہا کہیں باہر نہیں گیا۔ پھر غازی آباد میں میری تقریر ۱۵ اگست کو کس طرح ہوئی۔ (ب) کئی سال سے غازی آباد میں مجھ کو کسی سیاسی یا مذہبی تقریر کی نوبت ہی نہیں آئی اور باوجود وہاں کے مقدّم حضرات کے تائنوں کے مختلف اعداد کی بنا پر آج تک مجھ کو وہاں تقریر کرنا موقع ہی نہیں مل سکا۔ پھر اس افتراء کے کیا معنی ہیں۔

(ج) بیشک ۱۲ اگست کو نابل ضلع میرٹھ سے جاپسی پر میں غازی آباد ہوتا ہوا دیوبند آیا تھا۔ مگر وہاں اس وقت اتنا موقع ہی نہ تھا کہ کوئی تقریر

کی جاتی۔ گاڑی کا وقت بہت ہی قریب تھا۔ اچھا بٹا ٹھرنے اور تقریب کرنے پر اصرار ضروری
مگر مصروفیتوں کی بنا پر آئندہ کسی وقت پر محول کرنا ہی ضروری سمجھا گیا۔

(۵) گاڑی بادل کے علاوہ مختلف مقامات پر ٹھہرے پوچھا گیا ہے کہ تو کیوں لیگ کے پارٹنری
بورڈ میں الیکشن کے زمانہ میں شریک ہوا۔ اور کیوں آج علاحدہ ہے۔ لوہوں نے یہ جواب غرور
دیا کہ ہم کو مسٹر جناح نے یقین دلایا تھا کہ ہم رحمت پسند اور خود غرض لوگوں سے تنگ آئے
ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ایسے عناصر کو لیگ سے خارج کر دیں اور آزاد خیال ترقی
پسند قومی اور مخلص لوگوں کی بھرتی کثرت سے کر کے ان کی آواز کو قوی کر دیں۔ یہ
الفاظ یا ان کے ہم معنی جواب میں ہمیشہ کہے گئے،

دہا میں لے گئے اور کسی مجلس میں وہ جواب نہیں دیا جو کہ مسٹر جناح کو ان کے
مراسلہ نگاروں نے پہنچایا ہے؟ کہ مسلم لیگ کی پالیسی اب بدل گئی ہے اور مسلم لیگ اب
آزادی کامل کی حامی ہے۔ مجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ مکمل آزادی کا نصب العین ہزار ہا
اگست ۱۹۴۷ء میں لکھنؤ کے اجلاس میں پاس ہوا ہے۔ اگرچہ عرصہ سے بہت سے غمخوار
اور انتہا پسند مسلمان اس کے کوشاں تھے۔ مگر کامیاب نہ ہوتے تھے اس وقت میں
تو لیگ کا نصب العین فل ریسپانس بل گورنمنٹس ہی تھا جو کہ صرف داخلی آزادی تک
یہی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

بیشک مسٹر محمد علی جناح نے نہایت زور دار الفاظ اور نظریوں سے ہم کو اطمینان
دلایا کہ رحمت پسند طبقہ اور خود غرض لوگوں کو ہم آہستہ آہستہ لیگ سے نکالیں گے۔
اور آزاد خیال قوم پرست مخلص لوگوں کی اکثریت کی کوشش کریں گے اور ایسے ہی
لوگوں کے انتخاب کو عمل میں لائیں گے۔ ہم نے بعد بحث و مباحثہ اس پر اطمینان کیا
اور تعاون پر آمادہ ہو گئے۔ جس کی زور دار خواہش مسٹر محمد علی اور ان کے
رفقاء کار کی اس وقت تھی۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ الیکشن

ختم ہو جانے کے بعد ہی جبکہ لکھنؤ میں بورڈ کی پہلی ہی میٹنگ ہوئی تو مسٹر علی جناح نے اپنے تمام وعدوں کو بھلا دیا اور انتہائی جلد و جہد فرمائی کہ اگر پیکچرسٹ پارٹی اور انڈین نیشنل پارٹی کو لیگ میں شامل کر لیا جائے۔ حالانکہ ایام الیکشن میں ان پارٹیوں کے ساتھ سخت مقابلہ کرنیکی نوبت اچھی تھی۔ دورانِ بحث میں جبکہ مولانا محمد میاں صاحب فاروقی الہ آبادی اور مولانا اسماعیل صاحب بھلی نے مسٹر جناح کو وعدہ ہائے سابقہ یاد دلانے تو جواب میں فرمایا کہ وہ سیاسی وعدے تھے۔ یہ امور اور ان جیسے دیگر امور جن کو میں آئندہ ذکر کروں گا۔ ہمارے لئے سخت بالو سی کا باعث بن گئے اور یقین ہو گیا کہ ہم اس جماعت کے ساتھ نہ تعاون کر سکتے ہیں اور نہ اس میں اخصانہ لہیت ہے اس لئے ہم کو صرف الہ کار نیائی کی فرض سے بنایا تھا اور مقصد برابری کے بعد صرف رحمت پسندی اور خود غرضی کے ماتحت تمام کارروائیاں کر رہی۔ اور مثل سابق سامراج کی موید نہیں رہے۔ لافظہ اور سابقہ تجربے بتا رہے ہیں کہ مکمل آزادی کی آواز بھی صرف لفاظی ہی لفاظی ہے۔ ملی کارروائیاں اور اس راستہ میں قربانی سے جان چڑانا اور فرود پروردگی اصل جمہوریت سے سرگردانی وغیرہ وغیرہ بتلا رہے ہیں کہ آئندہ کسی قسم کی امید اس جماعت سے بالکل ہی فضول ہے۔

مسٹر جناح فرمانے ہیں کہ ۱۹۲۶ء میں جمیونہ العلام کے بعض ارکان کیوں مسلم لیگ کے ساتھ مل گئے اور لیگ کے امیدواروں کی اہنودوں نے کیوں تائید و حمایت کی تھی اور پھر فوراً ہی وہ کیوں لیگ سے الگ ہو گئے۔ میرے لئے خود یہ ایک پراسرار مسئلہ ہے جسے میں حل نہیں کر سکا۔ انتہائی تعجب و حیران کن ہے۔ کیا مسٹر طخبل اور ان کے رفقاء بکار مزدور و جہیلان مور کا انکار کر سکتے ہیں۔

دالفا، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ خود مسٹر جناح، مولانا شوکت علی، چودہری

عبدالمیتین، چودھری خلیق الزماں صاحب، لواء اسماعیل خاں صاحب وغیرہ حضرات
 ۱۹۳۷ء سے آئندہ الیکشن کے لیے بورڈ وغیرہ بنانے میں بیقرار نظر آتے
 تھے۔ جلسے اور اجتماعات اس کے لئے کئے جاتے تھے اور ان میں غور کیا جاتا تھا کہ
 کس طرح اس میں حسبِ مناسبت کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے اور جس طرح یونیٹی
 بورڈ میں کوشش کر کے جمیعت العلماء کو داخل کیا گیا تھا اور ان کی مختلف جماعتوں میں
 صلح کرانی کی گئی تھی اسی طرح آئندہ بورڈ کے لئے ان کی امداد و اعانت حاصل کر کے
 مساعی کی جاتی تھیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مسلم عوام پر جمعیت کے اراکین کا اثر
 تھا۔

(د) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مسٹر خواجه نے اراکین یونیٹی بورڈ کو مشورہ دیا کہ
 وہ زیرِ قیادت مسلم لیگ مشترکہ بورڈ بنائیں جو کہ مسلم نیشنلسٹ پارٹی، جمعیت علماء،
 خلافت کمیٹی، احرار پارٹی وغیرہ سب کو حاوی ہو۔ اس کے لئے جلسے خصوصی
 کئے گئے اور اراکین جمعیت کو بار بار بلا یا گیا۔ اور تبادلاً خیالات اور بحث و مباحثہ
 کی نوبت آئی۔ اور انتہا پسند جماعتوں اور اشخاص کو مستحقِ محفل بنانے اور لیگ میں
 شامل کرنے کی تبلیغ سعی کی گئی۔

(د) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دو ہفتین اجتماع کے بعد قرار پایا کہ حسین احمد کو
 بلایا جائے اور اس کو اس مفاد میں شریک کیا جائے اور باوجودیکہ بعض وجہت
 پسندوں نے یہ کہا کہ سبھوں کے ساتھ اشتراکِ عمل کر سکتے ہیں مگر حسین احمد کے
 ساتھ اشتراکِ عمل نہیں کر سکتے۔ تاہم مجھ کو تار دیکر نشان سے جبکہ میں وہاں
 بعض جلسوں میں شرکت کی غرض سے گیا ہوا تھا بلا لیا گیا،

(۱) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ نشان سے میرے دہلی پہنچنے پر اراکین جمعیت کا
 اجتماع مسٹر خواجه کے کمرے میں جبکہ وہ نئی دہلی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے

ہوے تھے کرایا گیا جس میں جب ذیل حضرات شریک تھے۔ مولانا کفایت اللہ صاحب
 صدر جمعیتہ العلماء۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء۔ مولانا سجاد صاحب
 نائب امیر الشریعہ بہار۔ مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی۔ حسین احمد راقم الحروف اور
 دیگر حضرات۔

رو، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مجمع کو تقریباً آٹھ بجے سے دس بجے تک تباہ خیال
 اور گفت و شنید ہوتی رہی اور مسٹر خلیفہ کے زور دیا کہ پارلیمنٹری بورڈ میں شریک
 ہو کر آپ لوگوں کو الیکشن میں حصہ لینا اور عہدے سے عہدہ آزاد خیال لوگوں کو اٹیچ
 اور کامیاب بنا چاہئے۔ آپ لوگ اس وقت جیل آرڈیننس ایکٹ موجود ہے دوسری
 کوئی صورت ملکی ضمانت کی بجائے اس کے کہ آزاد خیال قومی لوگوں کو الیکشن میں کامیاب
 بنائیں اور ان کو اسمبلیوں کے لئے منتخب کریں نہیں کر سکتے اور اس پر وہ
 تک بحث ہوتی رہی۔

رو، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اگر اراکین جمعیتہ نے جب یہ عذر کیا کہ ہمارا نصب العین
 کامل آزادی ہے اور لیگ کے اراکین بہت سے رجحیت پسند خود غرض
 لوگ ہیں۔ وہ پرطابنہ کے انڈلی و فادار اور بہت سے صرف ڈومنین سٹیس
 تک چلنے والے ہیں۔ ہمارا ان کا اجتماع کیسے ہو سکتا ہے۔ تو زور دار طریقہ پر زور
 لگے کہ مولانا ہر شخص کامل آزادی ہی کا عقیدہ رکھتا ہے۔ مگر مصالح و قیام کی بنا پر
 زبان پر نہیں لانا۔ کامل آزادی ہمیشہ سے حاصل نہیں ہوتی وہ صرف دھکیل
 دینے سے حاصل ہوگی۔ ہم بورڈ میں اکثریت قومی آزاد خیال مسلمانوں کی رکھیں گے
 (ح) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مسٹر خلیفہ نے اس مجلس اور اس سے پہلے کی مجلس
 میں نہایت زور دار الفاظ میں وعدہ کیا تھا کہ ہم مرکزی بورڈ اور صوبائی بورڈ
 وغیرہ میں صرف آزاد خیال قومی لوگوں کی اکثریت رکھیں گے۔ ہم خود اس

رجعت پسند اور خود غرض طبقہ سے تنگ آگئے ہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ آہستہ آہستہ ان میں سے ایک ایک کو لیگ سے خارج کر دیں۔

(ط) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ خود شتر جناح نے مرکزی بورڈ کے ۵۶ ممبروں میں سے ۱۲۰ نمبر صرف جمعیتہ العلماء اور دو احرار کے چنے تھے جن میں صدر جمعیتہ ناظم صاحب اور میں بھی تھا۔

(ی) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مرکزی بورڈ کے ان اسلامی میں ان اراکین جمعیتہ و احرار کا نام خود جن کر چکا وہ کشمیر میں تھے شائع کرایا اور پھر لاہور کے اجلاس میں دعوتی خطوط بھیج کر سب کو بلایا۔

(ک) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میری بلا خواہش اور اسی طرح بغیر خواہش صدر و ناظم جمعیتہ العلماء یہ نام چنے گئے۔ اور پھر میرا نام بلا میری خواہش صوبہ یوپی کی مجالس میں بھی چنا گیا اور باوجود ہر قسم کی مشکلات اور اعداد کے مجھ پر دستک کا حکم کرتے اور ہر امیدوار کے حلقے میں جانے کا حکم دیا گیا جس کو میں نے بغیر کسی قسم کے لالچ اور نفع مالی کے انجام دیا۔ جس میں تقریباً ڈیڑھ ماہ کی تنخواہ دارالعلوم سے چھوڑ کر کام کرنا پڑا۔ اور مدرسہ سے بلا معاوضہ رخصت لینی پڑی۔

چونکہ میں پہلے جلاوطن ہو چکا تھا اور میرے ملتان سے پہنچنے کے پہلے ہی رہے تھے، شریک نہیں تھا۔ البتہ مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوری شریک ہوتے تھے اس لئے ناظرین کے لئے میں ان کا بیان پیش کرتا ہوں جس سے امور مندرجہ بالا کی تصدیق ہوگی۔

مخبر صدر مسلم لیگ شتر جناح سے ابتدائی جو گفتگو ہوئی اس کو سن کر معمولی تعلیم کا آدمی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اراکین جمعیتہ بلا اطمینان حاصل کئے امیدواران مسلم لیگ کی تائید کے واسطے تیار ہو گئے تھے۔ صورت واقعہ یوں پیش آئی کہ ۹ مارچ

سلسلہ کو جبکہ تہذیبی علماء صوبہ دہلی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ انہیں تاریخوں میں مسلم یونیورسٹی بورڈ کا
 اجلاس قیام گاہ سید مرتضیٰ بیہادر ایم سی ایل۔ اسے آف دیر اس پر شروع ہوا۔ سب سے
 اول اس مسئلہ پر غور کیا گیا کہ چونکہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں ایکٹ ۱۹۰۵ء کے مطابق
 الیکشن ہوں گے لہذا مسلم یونیورسٹی بورڈ کی شاخیں صوبہ وارانہ اور ضلع وار کس طرح قائم
 کی جائیں تاکہ ہر جگہ سے امیدوار کھڑے کئے جاسکیں چونکہ مسلم یونیورسٹی بورڈ کی ترکیب
 مختلف جماعتوں کے نمائندوں سے ہوتی ہے۔ لہذا جس ضلع اور صوبہ میں وہ
 جماعت قائم نہیں ہے وہاں کس طرح مسلم یونیورسٹی بورڈ قائم کیا جائے۔ بہت دیر
 تک بحث ہونے کے بعد اس پر غور شروع ہوا کہ اس مقصد کے واسطے کوئی
 دوسری جماعت بنائی جائے جو دھری عبدالمیتین (جو کہ جناح پارٹی کے بمنزلہ
 سکریٹری کے تھے) نے فرمایا کہ کسی دوسری جماعت کی ضرورت نہیں۔ مسٹر جناح
 مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن لڑانا چاہتے ہیں۔ آپ بھی اس میں شریک ہو
 جائیں۔ اس پر نواب اسماعیل خاں صاحب۔ جو دھری خلیق الزماں صاحب نے
 فرمایا کہ مسٹر جناح کا ماحول ایسا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ جو دھری
 عبدالمیتین صاحب نے فرمایا کہ جناح صاحب وعدہ فرماتے ہیں کہ میں آزاد
 خیال امیدوار لانا چاہتا ہوں۔ اس پر کہا گیا کہ یہ ان کے قبضہ کی بات نہیں ہے
 اور وہ اس جماعت کو نہیں چھوڑ سکتے اس کی مولانا شوکت علی صاحب نے بھی
 تائید کی اور اس پر بہت دیر تک بحث ہوتی رہی۔ آخر یہ طے پایا کہ ایک وفد
 اسی وقت منتخب ہو جائے جو خود جناح صاحب سے اس کی گفتگو کرے۔ چنانچہ
 نواب اسماعیل خاں صاحب۔ مولانا شوکت علی صاحب۔ جو دھری خلیق الزماں صاحب۔
 سید محمد احمد کاظمی صاحب اور جو دھری عبدالمیتین صاحب منتخب ہوئے۔ ان حضرات
 نے گفتگو کی اور واپس ہو کر یہ فرمایا کہ جناح صاحب پوری جماعت کے سامنے گفتگو

کہ بہت تر۔ مذاہب کرس کے دستاویز کی رہنے کیلئے میلا۔ شوکت علی صاحب
 نے ۱۹۰۵ء میں مولانا صاحب کو دوسرے میں جناب صاحب بھی شریک ہونے پر مجبور کیا
 اور وقت سفر پر صرف ہوا اس وقت جس وقت حضرت شریک تھے۔ ان میں
 سے جو نہ تھے کہ بہت تر کٹر ہوئے۔ مولانا شوکت علی صاحب، جناب صاحب،
 جو دھری عبد الستار صاحب، نواب سہیل خان صاحب، مولانا مفتی کفایت اللہ
 صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب، مولانا جمعیت علی، مولانا غایت اللہ صاحب، نرنلی
 علی، مولانا عبد اللہ صاحب، مولانا سہیل خان صاحب، مولانا منگھوری، سید محمد رفیع صاحب
 مولانا منظور علی صاحب، مولانا صاحب، سید ذاکر علی صاحب، جو دھری
 علی صاحب، مولانا صاحب کی موجودگی میں گفتگو شروع ہوئی، معمولی بات
 سے بعد جت شروع ہوئی کہ آزاد خیال حضرات کا پابندی پر کس طرح
 زبان بست ہے۔ اس دوران میں مولانا صاحب نے ایک مفصل تقریر بھی فرمائی
 اور ان وقت سے ظہر کیا کہ میں رجعت پسندوں سے تنگ آیا ہوں اور میں ان
 کو بالکل ٹھیک کر دینا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ مولانا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ
 رجعت پسند ہیں کہ میری پارٹی میں ہوتے کے باوجود اسمبلی میں گورنمنٹ
 کی رائے دیتے ہیں۔ تب ان سے کہا کہ تب مسلم لیگ میں اکثریت رجعت پسندوں کی
 ہے پھر کس طرح آزاد خیال بورڈ منوب ہو سکتا ہے حتیٰ کہ وہاں جو دھری عبد الستار
 صاحب نے ممبرن کو مسلم لیگ کی فہرست پیش کی، اور اس میں غور کیا گیا کہ
 آزاد خیال آدمی کس قدر ہیں، اور رجعت پسند کس قدر۔ بہت سے نام گنائے گئے
 جن میں مجھ کو بھی جن کو ظاہر کر کے بحث کی گئی۔ سید محمد یعقوب صاحب، سید محمد
 ہاشم صاحب، مولوی منیر الدین خصوصیت سے جناب صاحب نے مولوی محمد
 یعقوب کو علیحدہ کرنے کو کہا۔ بہر حال یہ گفتگو ہوتی رہی اور سوچا جاتا رہا کہ کیا طریقہ

آزاد خیال بورڈ کے بنائے اختیار کیا جائے۔ تب یہ ظاہر کیا گیا کہ اول تو رجعت پسندوں کی
 جماعت وہیں زیادہ چھٹے گی نہیں اور پھر یہ کہ آزاد خیال آدمیوں کے جانے کی
 بلوری سعی کی جائے۔ تب یہ بتلایا گیا کہ اکثر آزاد خیال آدمی مسلم لیگ کی کونسل کے
 ممبر ایسے ہیں جو کبھی جانے کے مصارف برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کی تعداد کا اور
 مصارف کا اندازہ کیا۔ اس پر جناح صاحب نے وعدہ فرمایا کہ ایسے حضرات کے
 واسطے میں بمبئی جا کر ایک ہزار روپیہ بیجوں گا۔ اس کے بعد خواہش تو سب بڑے
 آدمیوں کی تھی مگر نکلنے کتنا پسند نہیں کرتے تھے کہ جناح صاحب سے وعدہ لیا جا
 چنانچہ میں اور مولانا غایت اللہ صاحب قریب بیٹھے تھے ان کے اشارہ پر میں
 نے عرض کیا۔ کیا اور حضرات کو کہنا نہیں چاہتے۔ میں آپ سے یہ دریافت کرتا چاہتا
 تھا کہ اگر وہی پارٹی بمبئی میں زیادہ بیچ گئی تب آپ کیا کریں گے تو انہوں نے یہ فرمایا
 کہ اس وقت آپ لوگ یہ کوشش کیجئے کہ پارلیمنٹری بورڈ بنانے میں جھکوتہنا
 اختیارات دیدئے جائیں چونکہ دوسری پارٹی بھی مجھ سے مطمئن ہے وہ اس میں
 اختلاف نہیں کریں گے۔ تب میں نے مکررات سے کہا کہ احتمال تو یہ ہی ہو سکتا ہے
 کہ ان کو ہمارے ان جلسوں کی خبر ہو جائے۔ اور وہ آپ پر اعتماد نہ کریں۔ لہذا
 ہم کو یہ بتلایا جائے کہ اگر ہم یا آپ کسی طرح بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکے کہ پارلیمنٹری
 بورڈ آزاد خیال منتخب ہو تو پھر آپ کی پوزیشن کیا ہوگی۔ اس پر بہت جوش
 کے ساتھ سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں کسی طرح بھی اس پر قادر نہ ہوں تو مسلم لیگ کو
 چھوڑ کر آپ کے ساتھ آ جاؤں گا۔ اس پر یہ سنا نہتا خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اور
 سب حضرات نے فرمایا کہ ہم یہی چاہتے تھے اور پوری مسرت کے ساتھ جلسہ ختم
 ہو گیا۔

مولانا بشیر احمد صاحب نے اپنے اس بیان میں جس چیز کا اظہار فرمایا ہے۔ اور

ہم نے جن امور کا تذکرہ کیا ہے ان پر خود سرخیاں کا بیان (جو کہ انہوں نے بھی کر سکتے ہیں) جون ۱۹۳۳ء کو شروع کر رہے تھے) مع شے: زائد روشنی ڈالنا ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل الفاظ کے ساتھ ۵ فروری ۱۹۳۴ء کو "مدینہ" اخبار میں شائع ہوا تھا۔

(۱) مسلم لیگ کی پالیسی کا مقصد اب تک ایسے نظام کو بروئے کار لانا ہے جس کے تحت ترقی پسند درآئند خیاں مسلمانوں کے اعلیٰ درجے تک پہنچ جائیں۔

(۲) مسلم لیگ موجودہ دستور سے بہتر ایسا دستور حاصل کرنے کے لیے جو سب کو پسند ہو گا کا ٹھکانے کا ساتھ دے گی اور حکومت پر باؤ ڈالے گی۔

(۳) مسلم لیگ اس اصول کو برقرار رکھتی ہے کہ بطور اقلیت مسلمانوں کو کافی تحفظ

حاصل ہو۔

(۴) سبلی میں سب تمام قومی معاملات میں کانگریس سے تعاون کرے گی۔

ورٹس کے ساتھ رہے گی۔

لیگ کے صدر کی حیثیت سے خیر خیاں ہے کہ ایسے چالاک لوگوں کو جن کا مقصد حکومت کے ماتحت عہدے حاصل کرنا ہے اور جنہیں عوام کے حقوق، ضروریات اور مفاد کی مطلق پرواہ نہیں سیاسی میدان سے نکال دیا جائے۔

لیگ کے مینوفیسٹو کی عبارت بھی مندرجہ بالا مضامین کی صاف طور پر تائید

اور حمایت کرتی ہے (صفحہ ۸ ملاحظہ ہو)۔

ڈبلیو تیسفورتھ صاحبات کے آواز اور عمل سے مختلف طاقتیں پیدا ہوئیں اور بروئے کار آئیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو اختیار اس آئین سے حاصل ہو سکتا تھا اس پر صوبوں میں قدامت پسند اہل برجیت غصے نے اس گروہ کے لوگوں کے فخر اک عمل کے ساتھ قبضہ کر لیا ہے جن کا مقصد صرف یہی ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں عہدے اور جنہیں مل سکیں انہیں حاصل کریں۔ یہ صورت

گورنمنٹ کے بوجھ مطلب تھی، اس لئے ان دنوں گورنمنٹ کے لوگوں کی اس طرف سے جو بوجھ ضرور دریا بھری ہوئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ گورد ترقی پسند اور گھدر ورتا دھنر بھقہ کی راہ میں سرت سٹاب راہ تھی۔ بکنہ باعلوم عوام ان کے بافتوں سے اس صررا بہت پسند طاقتوں وہ نہیں ہیں طاقت کا دگر استند فایلم ہوا۔ عوامی نظر ہے کہ یہ سدا ختم ہو۔

دوسرے منسویں جو کہ کیفیت بر کرنے کے لئے ہر چیز ممبر کے پاس پوٹی میں بگیا۔ مندرجہ ذیل الفاظ تھے۔

منشیو سیمپل فورڈا سیکھ کے قیام اور میں درت سے بچہ ایسی مختلف قوتیں پیدا ہوتی ہیں جنہوں نے اپنا اثر معمولوں میں قائم کر لیا ہے اور نہیں جماعتوں کے ساتھ ایسے اشخاص و شراد کی ٹولیاں بھی بن گئی ہیں جن کا مقصد غرض سوسے سے کہ اور کچھ نہیں معلوم ہوا کہ وہ سولوں میں جہاں کہیں و دب کبھی بھی ممکن ہو بڑی بڑی رکائی ہاڑ متوں اور جہوں پر دست درازی کریں اور ان پر پنا قبضہ جائیں۔

یہ جو بھرتیگر گورنمنٹ کے مقاصد کی معین ہے۔ ہذا ایسی جماعتوں کو ہر طرح کی مدد و حمایت گورنمنٹ سے ملی جس میں یہ لوگ صرف ملک کی اصلی ترقی و بہبود کے مزاجم ثابت ہو رہے ہیں بلکہ بھارت اور اہل ملک کی عزت و حرمانہ حرکتوں سے نقصان پہنچ رہا ہے مختصر یہ کہ یہ جہتیں اور یہ اشخاص گویا ملک میں اپنی ایک شخصی جبارانہ حکومت قائم کے ہونے پر اور لیگ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ اس جبر و استبداد کا پوری طرح افساد بلکہ تلع تلع کی جائے۔

مذکورہ باتباروں سے واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ مسلم لیگ کے صلہ اور ہونے
 کو نہ سنا انہیں قرار دیا تھا۔ نہ صرف انہیں جمعیت سے بلکہ تمام مسلمانوں سے بھی جدا
 کیا گیا تھا کہ مسلم لیگ کی سبقت پالیسی بذلگی ہے۔ اب وہ رجسٹریشن اور
 خود غرض لوگوں کو اپنے اندر نہ دیکھنا نہیں چاہتی اور نہ ان کے ساتھ اتحاد عمل کر رہی
 رہتا ہے۔ وہ ایسا نظام بنا چاہتی ہے جس میں ترقی پسندوں اور آزاد خیال
 مسلمانوں کی اعلیٰ ادا سے متحرک ہو جائیں۔ وہ رجسٹریشن اور خود غرضوں کو
 جن کی اکثریت لیگ میں ملی آئے تھے بلکہ تقریباً سب کے سب مسلم لیگ میں نہ رہنے
 میں بیٹھی رہ گئے تھے۔ مگر وہ لیگ کے بعد سے آزاد خیال مسلمان تقریباً سب
 سب عبور ہو گئے تھے۔ ترقی پسند سمجھدار، آزاد خیال طبقوں کی راہ میں سنگ راہ
 سمجھے نہیں جاتے۔ یہ سب نہیں بلکہ وہ عام مسلمانوں کا بھی ان کو ذمہ اور اوستوں
 کو سمجھتی ہے۔ ان کی رہنمائی کا مددگار اور جابرانہ حکومت چلانے والے بنتی ہے
 ان کی خواہش اور سستی یہ ہے کہ اس تمام جماعت کا ور اس کی پالیسی کا تسخیر
 ہو جائے اور یہ تسلط ختم ہو جائے اور سیاسی میدان سے ایسے لوگوں کو بائیں
 نکال دیا جائے وہ تمام قومی معاملات میں کانگریس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے
 جس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ نان کو ایشن، سول ڈسٹنس، اور ڈسٹنس
 ہڑتال وغیرہ وغیرہ تمام امور میں وہ کانگریس کے ساتھ رہے گی، اس میں کوئی
 فرزداری کشمکش نہ پائی جائے گی۔ یہی تو وہ امور تھے جو مسلم لیگ کی تاریخ میں
 شل غصا پائے جاتے تھے۔ اور جس قدر بھی ان کا وجود نظر آتا تھا فقط قول
 ہی قول کے درجہ میں تھا، عمل سے ان کو سرد کار نہ تھا۔

مسطرحاج اور لیگ کے باہمی کٹ کے اعلانات اور مواعید سے جمعیتہ العلیا کے
 راکیں کے قلوب کو جذبہ کر لیں۔ ان کو لیگ میں اپنی امیدوں کی جھلک نظر

آنے لگی۔ اور یہ یقین ہو گیا کہ سیگ کی پالیسی اور طریق کار اب بدل گیا ہے۔ اور اب وہ اپنی گم کردہ متاع کو لیگ میں پاجائیں گے۔ اور مسلمانوں کو کم سے کم یہاں تک لایا جاسکے گا۔ اور اسی ذریعہ سے مسلم قوم کی بے حسی کو دور کیا جاسکے گا۔ یقیناً یہ اعلانات بتا رہے تھے کہ لیگ کا طریق کار اور پالیسی ہر دو بدل گئے ہیں اور اب مردانہ وار لیگ ہندوستان اور مسلمان کے لیے میدان میں کود پڑی ہے۔ اسی بنا پر باوجود نصب العین کے اختلاف کے جمعیت کے بہت سے ارکان اس نئے عمل کے لئے تیار ہو گئے۔

علماء کو تحریک کے مہذبوں میں کود پڑنے کے لئے ذاتی مآثر اور مالی و جاہی حاجات باعث نہیں ہوتی تھیں اور نہ ان کو آزاد ہندوستان میں عہدہ ہائے حکومت کے حاصیل ہونے کی امید تھی ان کو تو اس میدان میں لڑنے والے اسلام اور ہندوستان کے دو مصائب و آلام ہیں۔ جموں نے ہم ہندوستانی اقوام اور اسلامی دنیا کو زندہ درگور بنا دیا ہے اور اسلامی شوکت و دبدبہ کو مٹا کر اقوام مشرقیہ کو مٹا دیا اور مسلمانان عالم کو خصوصاً افلاس اور فلاحی کی انتہائی لغتوں میں مبتلا کر کے مذہب اور روحانیت کو ہر طرف ہیست و نابود کر رہے ہیں۔ ان کو نصیحت اپنی جماعت کی خود پرستی ہوس اقتدار وغیرہ اس طرف جاذب نہ تھی۔ وہ افلاس اور لہیت کے ساتھ میدان عمل میں اترے تھے اور یہی وجہ ہوئی تھی کہ وہ تھوہک خلافت میں علی بردارن اور ان کے جیسے انگریزی خونوں کی زیر قیادت سرگرم عمل ہو گئے تھے۔ اپنے جائیداد ہنسنے اور اس کے لئے جدوجہد کا کوئی سہارا نہیں ان کی طرف سے ہونگا جو ہی نہیں مسلم کانفرنس میں سرانجام خان کی زیر قیادت شریک ہو گئے تھے۔ تحریک کانگریس میں ۱۹۱۵ء کے بعد سے بکثرت اور اس سے پہلے

شہداء سے برہنہ کا کام کرنے لگے تھے حالانکہ کبھی بھی کانگریس کا کون صدر عام نہیں ہوا تھا اسی طرح باوجود مسٹر محمد علی جناح کے صورتہ اور سیرۃ غیر زہمی ہونے کے ان کے ساتھ اور نہیں کی زیر قیادت قومی اور ملکی خدمت انجام دینے کے لئے تیار ہو گئے یہ بالکل غلط و رافضی ہے کہ ان کو کسی قسم کی قطع سے سرگرمی تک کھینچ کر یا نیوالی تھی آج مسٹر محمد علی میرے قول کو سرتاپا غلط بتاتے ہیں۔ مگر تاثرین ان اعلانات وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ کون اور کس کا قول، سرتاپا غلط ہے۔ علماء کو یہ خیال نہیں تھا کہ ان بڑے ذمہ دار شخصیت رکھنے والے شخص اس طرح ہاتھی کے دانت دکھا کر الیکشن ہوتے ہی بدل جائیگا۔ اپنے تمام قول و مواعد وغیرہ کو ایک قلم ترک کر دے گا اور سیاسی کرڈٹ سیکرٹ کیڈ جارج اور برٹنوی برٹوں کو بھی مات کرے گا۔

راکین جمعیت کی لیگ سے یا یوسی اور خلاصہ

دو الیکشن کے اختتام کے بعد پریسٹری بورڈ کی ریکنگ کمیٹی اور منتخب شدہ ممبروں کے ۳ مارچ ۱۹۴۷ء کے جلسہ کے پہلے ہی اجلاس میں مسٹر جناح نے انتہائی جدوجہد و تہہ کی کہ اگر پیکچر سٹ پارٹی کے تمام کامیاب مسلم امیرو اور وراسی طرح، نڈی پنڈت سٹ پارٹی کے تمام کامیاب ممبر جمیٹ پارٹی لیگ پارٹی میں شامل کر لئے جائیں، حالانکہ دو الیکشن سے پہلے نہ صرف لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ بلکہ انہوں نے لیگ کی مخالفت اور اس کے ناکام کرنے میں بھی کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ لیگ و کرس کو میدان مقابلہ میں سخت جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ ان میں سے متعدد ممبروں نے مسٹر جناح کی اسکیم کو باشارہ حکام برطانیہ ٹھکرا دیا تھا۔ حالانکہ مسٹر جناح نے مرکزی بورڈ میں ان کا نام جن میں تھا، اور جان بھی کر دیا تھا مگر انہوں نے مخالفت کی تھی اور اپنی علیحدگی کا اظہار کیا تھا۔ ان میں بہت سے ایسے

بھی تھے کہ جن کی سیاسی زندگی نہایت تیز رفتاری تھی۔ بائیں ہمہ مسٹر جناح نے
 ان کے دخل کاریزولیشن پاس کر لیا اور بار بار ان کے پاس گئے اور ان کی
 اس کی مبارکباد دی۔ اس مرتبہ مسٹر جناح بورڈ کے ممبروں کو زور دے کر طریقے پر
 دبانے رہے۔ ممبروں کے پروڈسٹ اور احتجاج کو کسی طرح نہ مانا۔ بالآخر ممبران
 بورڈ جبکہ اس کے پرچم لگے کہ ان کو انفرادی طور پر لے سکتے ہیں جماعتی طور پر
 نہیں اور صرف انہیں کو لے سکتے ہیں جن کی گذشتہ زندگی غیر اہلیانِ کھن
 نہ ہو تو اس بات کو معلوم کر کے وہ وگ خود ہٹ گئے۔ بہر حال مسٹر جناح نے
 اپنی کوششوں میں کوئی کمی نہیں کی اور انتہائی زور دیا کہ ضرور بالضرور تمام
 مسلم کنٹریڈیس کو بیگ پارٹی میں بحیثیت جماعت داخل کر لیا جائے۔ حالانکہ
 ان دونوں جماعتوں کا مجموعہ بیگ پارٹی سے زیادہ ہونا تھا۔ بنا بریں قوی
 خطرہ تھا کہ یہ جماعت اپنی من مانی باتیں اپنی اکثریت کی بنا پر پاس کر لیا کریں
 اور بیگ پارٹی کو ہمیشہ نیچے دیکھنا پڑے گا۔ اسی بحث و مباحثہ میں مسٹر جناح
 سے کہا گیا کہ آپ نے تو یہ ظاہر فرمایا تھا کہ ہم رجحیت پسند اور خود غرضوں کو
 سیاسیات کے میدان اور لیگ سے خارج کر دیں گے اور بجائے ان
 کے آزاد حیاں ترقی پسند مخلص لوگوں کو لیگ میں بھرتی کرینگے تو مسٹر جناح
 نے فرمایا کہ وہ سیاسی وعدے تھے۔ خلاصہ یہ کہ ریزولیشن ان پارٹیوں اور
 ان کے ممبروں کے متعلق عمومی رنگ میں پاس ہوا اور مسٹر جناح نے یہ تجویز
 اس شرط پر پاس کرانی کہ اگر ایک پیسٹ پارٹی کے جتنے ممبر آنا چاہیں گے وہ
 بہر حال لے لئے جائیں گے۔ اسی تجویز اور اس قسم کی دوسری باتوں کی بنا پر
 ۲۷ مارچ کو درکنگ کمیٹی کا دوسرا اجلاس کرنا پڑا اور ایک ہفتے میں منظرِ دیگر
 تجاویز نمبر ۲ یہ تجویز درج کرنی پڑی

۲۱۔ مسلم لیگ پارلیمنٹری یونٹی کی اس تجویز پر غور، جو اس نے ان منتخب شدہ مسلم
 کان اسمبلی کو پارٹی میں شریک کرنے کے متعلق منظور کی ہے جو لیگ کے ٹاکنس پر
 انتخاب کے لیے نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ ایجنڈہ ۱۹۳۵ء اور دفتر مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ
 صوبہ سندھ لکھنؤ۔ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء

۲۲۔ غور فرمائیں کہ یا تو پرزور طریقہ پر اعلانات اور وعدے کئے گئے تھے
 حجت پسندوں اور خود غرضوں کو سیاسی میدان سے نکال دیا جائیگا۔ آزاد خیالوں
 اور مخالفوں کا یہ مجمع اور اس میں اکثریت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ مگر اب بالکل اس
 کے خلاف زور دیا جا رہا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ان کو زائل کیا جائے۔
 ۲۳۔ یکم اپریل ۱۹۳۵ء (جو کہ ایک سہ ماہی کے شروع کا دن تھا) کے
 متعلق مسٹر جناح نے تمام لیگ کمیٹیوں وغیرہ کے نام اعلان کیا کہ اس دن ہڑتال
 نہ کی جائے۔ مگر بہت پہلے سے کانگریس اور جمعیت نے تمام ملک میں ہڑتال
 کا اعلان کر دیا تھا۔ جبکہ ہڑتال کا مقصد اصلی اظہار ناراضگی اور نفرت ہوا کرتا ہے جو کہ علی
 طور پر اس کے لیے بمنزلہ رعبطری ہوتا ہے اور اس ایکٹ کا قابل نفرت ہونا کھلے ہوئے
 مفادات میں مسٹر جناح اور ان کی لیگ کی جلی تھی تو پھر ہڑتال سے روکنا بجز حجت پسندی
 و وسوسہ غلطی اور کیا معنی رکھ سکتا ہے۔ مینوفیسٹو کے اندر جو اغانا درج ہیں ملاحظہ ہوں
 لیگ جس کیسوتل ایوارڈ کو اس وقت کے لیے منظور کرتی ہے کہ فرقہ ہائے
 متعلقہ اس کے کسی بیل پر مشفق ہوں۔ وہ نہایت پرزور طریقہ پر اس دستور
 کے خلاف احتجاج کرتی ہے جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی صورت
 میں ہندوستان میں برابری کی مرضی کے خلاف مسلط کیا گیا ہے اور اس
 کے باوجود کیا گیا کہ انہوں نے یار بار بار ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور ملک کی
 مختلف جماعتوں اور انجمنوں نے اس کے خلاف اظہار ناراضگی کیا۔

لیگ کی یہ رائے ہے کہ ان حالات کے لحاظ سے جو ملک میں اس وقت پیدا ہیں دستور کی صوبائی اسکیم سے جتنا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے وہ حاصل کیا جائے اور اس کے باوجود کہ اس میں بہت سی قابل اعتراض باتیں موجود ہیں جن کی وجہ سے گورنمنٹ اور محکمہ انتظام کی تمام تفصیلات میں حقیقی اختیارات اور وزارت اور مجلس وضع انصاف قانون کی ذمہ داری بے حقیقت رہ جاتی ہے۔ لیگ کی یہ صاف رائے ہے کہ ہندوستانی وفاق کا منصوبہ جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں درج ہے سنا برابر ہے درحقیقت پسندانہ ہے۔

مبتدل ہے اور بڑا نومی ہند اور ہندوستانی ریاستوں کے بے مضر اور مہلک ہے اور یہ اس عرض کے لئے تجویز کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے مجبور مقصد کا میں ذمہ دار حکومت کے حصول میں تاخیر ہو۔ ہندو یہ بالکل اس قابل نہیں ہے کہ اس کو قبول کیا جائے۔ اس طرح غیر مبہم و صریح الفاظ میں اس ایکٹ کے خلاف اظہارِ رائے کر کے بعد پڑتال سے روکنا کیا کوئی معتمد باقی رہتے دیتا ہے، اور کب مسٹر جناح اور لیگ ہائی کمانڈ کی ذہنیت کا پول صرف طور سے سامنے نہیں آجاتا۔

(۳) چونکہ گورنریوں نے رجعت پسندوں کی عارضی گورنمنٹ یعنی لوئی بھٹو مسلم لیگ یونٹی رہبر سپریم پوزیشن میں داخل ہو گئے اور وزارت بد فائز ہو کر مسلم لیگ کی ذہنیت کا کھلا ہوا مظاہرہ فرما دیا۔

(۴) یونٹی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی میں اسی وزارت عارضی پر عدم اعتماد کا ریزولوشن پیش کیا گیا تو بمسکل تمام صرف ایک ووٹ سے پاس ہو سکا۔ اس سے صاف

تاریخ کہ یگ برائی کہ تہ کی ذہنیت کیسی ہے۔ دوران کے نزدیک آزاد خیالی اور حقیقی آزادی
کی حقیقت کیا ہے۔

۱۵۔ سی بیگ میں مولانا شوکت علی صاحب نے اس کا حق وزارت پر عدالت کی تحریک
کی نکتہ فرمائی جس سے ان کی ذہنیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

۱۶۔ پارسینٹری بورڈ یورپی میں راجہ سلیم پور نے لیگ سے کھی ہوئی عدالت کی
اور جاگ کینٹ میں وزارت پر فائز ہو گئے۔ چاہیے یہ تھا کہ ان کا لیگ سے خرچ
کیا جاتا۔ مگر پارلیمنٹری بورڈ کے اجلاس میں جو کہ وزارت کے عرصہ کے بعد منعقد ہوا
تھا مان کا استعفیٰ پیش کیا جاتا ہے۔ درود قبول کر لیا جاتا ہے۔ کوئی کارروائی اس
کے خلاف نہیں کی جاتی اور اس کے برخلاف جبکہ میرا استعفیٰ ہی میں پیش ہو چکا تھا۔
اس میں بجائے اس کی قبولیت کے اخراج کا اعلان کیا جاتا ہے۔

(۱) جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں جمعیتہ العلماء کے کارکن اور عہدہ دار مسیگ کے
پارلیمنٹری بورڈ میں اپنی خواہش سے داخل نہیں ہو سکتے بلکہ ان کو یا صراحت
داخل کیا گیا اور اہلیوں نے جان و مال کو پیش کر کے مسیگ کے عہدہ داروں کو
کامیاب بنواتے صرف اعلانات اور بیانات پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ عموماً آئینہ داروں
کے حقوق میں دورہ کر کے مسیگ پر زور اور اثر ڈال کر کامیابی حاصل کرتے تھے
مگر بعض زور بونوں کے پاس آئے کے وقت مسیگ ظہیر الدین صاحب
کا وقت اور دیگر بعض اراکین نے کہا کہ جمعیتہ العلماء نے ہماری مدد کی ہے اور ہم
ان دنوں سے کامیاب ہوئے۔ اس بورڈ کو ان کے بیانات کا اندازہ کر کے کوئی فیصلہ
نہیں دیا۔ مجھے مضموم ہوا ہے کہ ان کا خیال کانگریس کی تائید میں ہے۔

تو مسیگ نے تقریر کی اور اس میں کہا کہ "جمعیت کو یا اعداد کو کانگریس کے
داخل کے مسیگ پر جبکہ یہ لوگ لیگ بورڈ میں داخل ہو چکے ہیں کوئی حق نہیں ہے"

اور یہ ان کی انتہائی بے ہمتی ہے۔ اس پر مولانا محمد سائیں صاحب سیالوی نے کہا کہ ہم
 دو صرف الیکشن کے لئے دقل ہوئے تھے۔ پی پی پیوں، عقیدوں، ورنسب العین کو نہیں
 چھوڑا تھا۔ ہمیں ہر وقت اس کا اختیار ہے کہ ہم اپنی جمعیتوں کے ماتھے عمل پر غور کریں
 اس پر سٹر جناح نے پھر دوہرایا اور زیادہ وضاحت سے تقریر فرمائی جس کا مہم وہ سب
 کو جمعیت کو سیاسیات میں لائے قائم کر نیک کوئی حق نہیں ہے یہ تقریر نہایت تلخ و جمعیت کے لئے نہایت
 تاملین کن بھی۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ احرار پارٹی کے منتخب شدہ ممبران مرکزی پارٹی
 بورڈ سے تو اول ہی سے مشتبہ ہو گئے تھے اور صوبہ پنجاب کے لیگ پارٹیشنری بورڈ کے
 معاملات کو دیکھ کر تو وہ بالکل ہی علاحدہ اور مستقل ہو کر کارروائی کر رہے تھے۔ مگر
 جمعیت کے متعدد اراکین نے اجرت تک بہت زیادہ جالفتاشی کی تھی۔ تاہم وہ سب بغیر
 طور پر تھی۔ جمعیت العلماء کے کسی اجلاس عمومی اور خصوصی یا اس کی ورکنگ کمیٹی نے عین
 جمعیت لیگ کی کسی جماعت میں داخل نہیں کرایا تھا، ورنہ داخلہ کارڈ میوشن پاس کیا
 اگر باغرض اراکین جمعیت کو کسی ایسے مسئلہ پر غور و حوض کا استقلال ہو رہا ہے تو یہ سچ
 تھا تو صرف انہیں آزاد کو نہیں ہو سکتا تھا جو کہ لیگ کی کسی جماعت میں داخل ہو چکے
 تھے۔ نہ کہ جمعیت کے بعد کو کثرت جمعیت، پھر سٹر جناح کو حق نہیں تھا کہ وہ جمعیت کے طرز عمل
 پر نکتہ چینی کریں۔ علاوہ ازیں ان کا یہ ارشاد کہ جمعیت کو سیاسیات میں رائے قائم
 کر نیک کوئی حق نہیں ہے اور وہ بھی تامل کن بھی ہے میں کس قدر آزار دہ اور بے
 ہمتی اور انتہائی تکبر اور انایت پرستی اور ہر طرح مایوس کن ہے جمعیت نے کیا کم
 اور مذہبی خدمات ہمتہ آج تک انجام دی ہیں ان کو جمعیت کے ریکارڈ اور ملک
 سے پوچھیے اور پھر جس قدر قربانیاں اس راہ میں پیش کی ہیں مسلم لیگ ان کا
 عشر عشر بھی ہم عمر میں پیش نہیں کر سکتی۔ عجیب ہے کہ اراکین لیگ کو سیاسیات
 میں رائے قائم کرنے کا حق ہو اور خواہ وہ کتنی ہی ملک اور قوم کے حق میں ضرور

کارروائی کریں اور رکیں تعینہ کو کوئی حق نہ ہوگا۔ گویا کہ وہ س ملک کے باشندے
 نہیں ہیں۔ ورنہ ن کو س میں زندہ رہتے اور زندگی کے اسباب و علل اور طریق پر
 غور کرنے کا استعناق ہی ہے، اور وہ، راکین جمعیتہ العلماء کو جن کو باصرہ تمام یہیات
 کی طرف کھینچی گئی تھی، نہ یہ یہیات میں حصہ نہینے کی وجہ سے ان پر تشنیع اور الزامات کی
 بھڑک کی جہانی بھی نہیں مسلم عوام سے اپنی بات منوانے کے لیے ان کی ہر طرح کی منت
 ورجوت میں یاد جاتی تھی نیز وہ بے شمار قربانیاں بھی پیش کر چکے تھے ان کو
 کوئی حق نہ ہو۔

امور مذکورہ بالا اور ایسے متعدد امور مسلم لیگ کی سابقہ پالیسی کو جس پر اس کا
 سبب یاد رکھا گیا تھا یا بدلانے والے اور یقین دلانے والے ہیں کہ مسلم لیگ ہرگز
 ملک و قوم کی بہتری کے لیے جگہ و جہد کرنا تو الی جو عت نہیں ہے اور نہ آئندہ
 اس سے کوئی اُمید رکھی جاسکتی ہے بلکہ نہایت مضرت رساں اور مایوس کن
 جماعت ہے۔ مذکورہ بالا، مور کے لئے مولانا محمد میاں فاروقی الہ آبادی کا بیان
 ذیل یوں روشنی ڈالتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

۱۳۰۰ء سراج کو الیکشن ختم ہونے کے بعد سب سے پہلی ورکنگ کمیٹی در
 نجب سندھ ممبران اسمبلی کی میٹنگ منعقد ہوئی جس سے جیلح صاحب
 نے سب سے پہلے جس چیز کی کوشش کی وہ یہ تھی کہ رجعت پسند حضرات
 سب کے سب شریک ہو جائیں اور باوجود آزاد خیال حضرات کی
 شدید مخالفت کے قرارداد اور قطعہ کی اجازت کی عمومی رنگ میں پاس
 ہوئی۔ لیکن جیلح صاحب نے وہ قرارداد اس شرط پر پاس کرانی کہ
 رنگ پارٹی ڈاگریٹیکسٹ پارٹی کے جتنے ممبر آنا چاہیں گے وہ بھرتاں
 سے لے جائیں گے در اس کا عندہ لے لینے کے بعد تدریجی پارٹی سے

مے دوران کی آمد کی مبارکیا ددی۔ مگر کوئی اب تک آیا نہیں۔
 (۱۲) اس کے بعد جب دوسری ورکنگ کمیٹی ہوئی تو اس میں خاج صاحب
 تھے۔ اس جلسہ نے کانگریس سے مصالحتانہ گفتگو کرنے کا حق عین صاحب کے
 دیدیا۔

(۱۳) پھر ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا جس میں وزارت دعارضی وزارت پر
 عدم اعتماد کی قرارداد صرف ایک ووٹ سے کامیاب ہوئی۔ شوکت
 صاحب نے بھی اس کے خلاف ووٹ دیا اور انتہائی دقت سے یہ تحریک
 پاس ہو سکی۔

(۱۴) پھر بورڈ کی ٹینگ جوتی ہے جس میں اوریا توں کے علاوہ طہیر فاروقی
 صاحب کے س کہنے پر کہ جمعیتہ العلماء کے ہماری مدد کی اور ہم اس
 کی وجہ سے کامیاب ہوئے اس بورڈ کو ان کے خیالات کا اندازہ کر کے
 کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔ تجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا خیال کانگریس کی
 تائید میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

خاج صاحب نے ایک تقریر کی جس میں یہ کہا کہ جمعیتہ کو یا احمدیوں کو کانگریس
 کے داخلہ کے مسئلہ پر جبکہ یہ لوگ بورڈ میں داخل ہو چکے ہیں کوئی حق نہیں
 اور یہ ال کی انتہائی بے اصولی ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب نے یہ کہا
 کہ ہم صرف ایکشن کے لئے داخل ہوئے تھے یا سنی پارٹیوں، عقیدوں
 اور نصب العین کو نہیں چھوڑا تھا۔ ہمیں ہر وقت اس چیز کا اختیار
 ہے کہ ہم اپنی جمعیتوں کے لئے عمل پر غور کریں۔ اس پر خاج صاحب
 نے پھر جواب دہرایا اور تاہم وضاحت سے تقریر فرمائی جس کا
 حاصل یہ تھا کہ جمعیتہ کو سیاسیات میں رائے قائم کرنے کا کوئی حق

نہیں۔ یہ نظر نہایت تیز اور خوب کے ساتھ نہایت تیز نہیں کرتی تھی
 سی ریسنٹری بورڈ میں راجہ صاحب سلیم پورہ اسٹیف بھی تھا وہ
 بنگالے نہیں تھے اور نہ ان کے خلاف حزیرتی پارروائی کی گئی بلکہ وہ
 منظور کر گیا۔ اس میں یہ قرار دیا گیا کہ کانگریس پارٹی سے
 مسلم لیگ یا مٹنی ہی وقت انجی دھل کر سکتی ہے جبکہ کانگریس اس کا
 عہد کرے کہ کیونل ایوارڈ اور جہاں نہ انتخابات میں نسیپٹیوں میں
 دم رکھے گی۔ جب تک کہ کوئی متفقہ فیصلہ نہ ہو جائے گا اور موجود
 آئین توڑنے کی کوشش نہ کرے گی۔

مولانا محمد سہیل صاحب سنبھلی ایم۔ ایل۔ کے کا بیان بھی ملاحظہ ہو۔
 ۱۹۳۴ء میں مسلم لیگ کے سلسلے میں جبکہ مسلم لیگ پر ریسنٹری بورڈ کی
 تشکیل عمل میں آئی تو ہم لوگ اس بورڈ میں صرف اس موقع پر داخل
 ہوئے۔ تھے کہ یہ جماعت آزاد بنے اور اپنی مرضی ہوگی اور اس کی
 اکثر کوشش اور معامی آزادی و بن و رجعت پسند طبقہ کو زیر کرنے
 کے لئے ہونگی۔ جناح صاحب اور وائس لفظ میں مرٹہ محمد علی جناح
 نے اس بات کا وعدہ کیا اور ہر طرح جماعت علماء کو اس بات کا
 اطمینان دیا۔ درحقیقت حد تک لیگ کے زمانہ میں اس وعدہ کی پابندی
 بھی کی گئی لیکن ایکشن سے قوت ہوئے کے بعد فوراً ہی جناح
 صاحب نے دجو کہ اس بورڈ کے ڈکٹیٹر مطلق تھے، نہ معلوم کہ
 مخفی وجود کی بنا پر اپنی روش بدل دی اور باوجود ہماری زبردست
 مخالفتوں کے انہوں نے اس رجعت پسند طبقہ کو شامل کرنا چاہا
 جس سے دوران ایکشن میں منقاد رہا تھا اور اس مسلم لیگ پارٹی پر

بورڈ کو مسلم لیگ جمعیتہ علماء ہند مجلس احرار اور کانگریس کے ممبران سے ترکیب
دیا گیا تھا۔ کانگریس کے ترمقیدیل بنانے کی انتہائی کوشش کی اور
کانگریس کو غالب ہندوؤں کی جماعت کہنا شروع کیا۔

جب ہم نے اس معاملہ میں اس معاملہ میں احتجاج کیا اور جناح صاحب کے
اُن کے مواعید یا دلائلے اور بتلایا کہ جماعت علماء اس بورڈ میں صرف
اس بنا پر داخل ہونی تھی کہ کانگریس کے ساتھ نگر آزادی وطن کے
لئے کوشش کی جائے گی اور رجعت پسند طبقہ کو ایک ایک کے علیہ
کر دیا جائیگا اور یہ صرف آزاد خیال لوگوں کی جماعت رہے گی۔ آج آپ
رجعت پسندوں کو اس میں داخل کر رہے ہیں اور کانگریس کے ساتھ
بجائے اشتراک عمل اور اتحادِ عمل کے جو آپ کے مینوفسٹو میں درج ہے
مخالف جا رہے ہیں۔ تب جناح صاحب نے اور بعض دوسرے

لوگوں نے بورڈ کی بینگ میں ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور کہا کہ ہمارے
سلسلے و عدلے ایک سیاست تھی۔ علماء سیاست سے بالکل تواقف
ہیں۔ علماء کی شرکت اور اُن کی مساعی سے ہم کو الیکشن میں کامیابی
نہیں ہونی بلکہ ہمارے مینوفسٹو کی وجہ سے ہم کو کامیابی ہونی تھی۔ اگر
جماعت علماء ہمارے اس طرزِ عمل کو نہ پسند کرے تو ہمیں مطلق اس کی
پروا نہیں ہے۔ اس قسم کی اور باتیں بھی کہی گئیں۔ میں خود جناح صاحب
کی تقریر پر جوہر انگریزی میں ہونے کے پورے طور پر نہیں سمجھ سکتا تھا
لیکن اسی وقت مجھ کو اس تقریر کا مفہوم اور مطلب ظاہر صاحب میرٹھی
اور بعض دوسرے لوگوں نے بتلایا۔

مذکورہ بالا توضیحات سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا اسباب تھے

سر کی رہا پر معذور کہیں جہنم اٹھانگ پار میٹری بورڈ میں داخل ہوئے تھے۔
 درکنں سب کی بن پر بلجودہ ہوئے بائے گئے۔ مسٹر جہان اس کو اٹھ لڑا دینا
 اور اس کو صل نہ کر سکتا، وجود امور مذکورہ بالا ایک برطانوی سیاست ہے جس
 پر تاج حضرت بیگ نخر دناز کرتے ہیں۔ یقیناً ایسی سیاست سے جہان مسئلہ کو پناہ
 ملے چاہئے جس کا مدار بکتر، نخوت، غرور، وعدہ خدنی، ندر، کذب، افتراء وغیرہ
 رد میں مو پر ہو، سیاست کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ گرد چاروں کامیاب ہوئی
 نو مزدوروں کے بعد ہی اس کا قلع قمع ہو جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ کی ایسی
 سیاست کے لئے ایسے ہی شخص کی ضرورت ہے جو کہ یورپ اور ایشیائی اقوام
 کے ساتھ محض ایسی بے کار روئی کرے اور ان کے نفاق و غدر وغیرہ کا مقابلہ ایسی
 طریقہ کرے۔ مگر یہ غلط ہے اور عادت خداوندی کے خلاف ہے۔ خداوند کریم
 نے غرور، شہداد، فرعون، کفار قریش، کفار بنی اسرائیل جیسے غداروں اور کفار
 ناموں کے مقابلہ میں بن جیسا، بلیس و شیطان نہیں بھیجا بلکہ حضرت ابراہیم، حضرت
 موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہم و صحبہم وسلم جیسے راست گوؤں
 راست بازوں راستی پر رہنے اور چنے والوں کو بھیجا اور سب کی اصلاح کرائی۔
 ورحن کو فروغ اور باطن کو منھل کر دیا۔ درخت اپنے بھل اور پتوں سے
 پہی ناپا ہے۔ جب تک کہ الیکشن ختم نہیں ہوا تھا، اس وقت تک اخباروں
 پھٹور، لکچروں وغیرہ میں برطانیہ اور ایکٹ سٹاک سے بیزارى اور سخت
 نفرت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ کانگریس کی رفاقت اور آزادی وطن کی شدید حمایت
 کا اعلان ہوتا تھا، غداران وطن، جاہ پرست، خود غرض ہمدوں کی تلاش
 کرینواؤں، رجعت پسندوں، برطانیہ کے حامیوں کی سخت سے سخت نفرت
 کی جاتی تھی اور سخت بیزارى کے الفاظ ان کے حق میں بولے جاتے تھے۔

درود پڑھا، تھانہ کو بٹ اک کر کے حال بھنبکا بے گا۔ مگر حیب دیکھ کر کانگریس
 حضرات سوچوں میں بھی ساٹھ تین گئی تو عام باتیں نیست و نابود ہو گئیں و جس طرح
 بھنبکا کے بے بن میں زہر نہ بڑھ گیا ہی طرح یا اس سے زائد یگ کے یونوں میں
 زہر پڑ گیا۔ درخیز ہا ہر سیاب کی بنا پر دین کو ہر سمجھا سمجھ سکتا ہے جو ہو گا
 اس وقت تک یگ اور اس کے صدر اندر ہائی کمانڈ اور اس کی پالیسی اور
 بے بن کے بنیادی نکتے تھے۔ اور اسی طرح جن جن پر یوں نے یگ
 کو نکتہ میں ایسی سے چوٹی ٹنگ کا زور لگا کر کوئی دقیقہ بقی نہیں کھا
 تھا۔ برخصوس وہ اخبارات جو کہ ہمیشہ برطانیہ پرستی اور تفرقہ اندازی میں پیش
 میں رہے تھے۔ اور وہ خطاب یافتہ اور پیش پانے والے حضرات جن کا فرض
 اسی رہا۔ کہ ملک صحتی و اس کا رنگ کاتے رہتا تھا۔ اور وہ ملزمیت پیش
 حضرات و رات کے ادایب و سزہ جن کا دین مذہب برطانیہ ہی تھا سب کے سب
 کو ناخوش و خوفزدہ و توجہ نیک میں داخل اور مسٹر جناح کے کلمہ گوین گئے۔ یگ
 کے کلمے نے نہ صرف انہمازی کی بلکہ دہشت اندازی اور دشنام طرازی،
 اور اور برتہرسی کی بھی لہٹیں لٹھنے اور دھمکے والے منظر ہوتے گئے۔ جہنم
 بھونڈا ہر جہت اور رجن کے نئے نئے تباح مولانا ظفر علی خاں صاحب مولانا
 مظہر انور صاحب، سیدنا، نقاب و حسرت، مورنا اکرم خاں صاحب مولانا
 حسرت موہانی، مولانا زار سبحانی وغیرہ وغیرہ نے ایسی پیٹی کھائی کہ ان کی
 شہرہ رفتہ بڑی اور کثرت کھوار ہندوستان انتہائی سمومیت کے دلہل میں بھنس
 کر رہ گئی۔ مسٹر محمد علی جناح و راجن کی پارٹی جو کہ ۱۹۳۲ء کے ایکشن کے بعد
 مرکزی اسمبلی میں کانگریس کے ساتھ ہو کر ہر دو سال تک گورنمنٹ کو شکستوں پر
 شکستیں دے رہے تھے۔ اور جو کہ ۱۹۳۶ء کے اجلاس مسلم لیگ بمبئی اور پارلیمنٹری

بورڈ کے منوفسٹو اور پروگرام وغیرہ کی بنا پر کانگریس کے پاس سب تر ہو گئے تھے
 جس کی وجہ سے بریک کے کارکنوں نے دوسرے کے ساتھ بیڑیوں کی ایام لیکن
 اس میں زیادہ مدد دی تھی۔ یکساں کی ایسے پٹے کہ وہاں حافظہ لکھنؤ کے
 احساس کا سارا خطبہ کانگریس کی مدتوں اور اس پر تنقیدت سے مجھ دیا گیا یہ پہلی
 میں بریکوشن جاری رکھی کہ جس طرح ممکن ہو پورٹمنٹ برطانیہ کو کامیابی اور
 وکریس کو سکتا دیکھائے خواہ کسی ایسے مسئلہ میں ہو جو کہ سر امریک در قوم کے
 لے بہ مذہب کے لئے ضرور رساں ہو مادوں کے لئے یہ پختہ شریعت بل کا
 انعقاد نہ بجھار کی سونگوں کا معنی آری بل وغیرہ کی کھلی کھلی کاررویاں شاہ
 عدا جس اور مخصوص آمدنی بل نے تو مزہ بہ لکل ہی ٹھنڈا دیا اور حقیقت سکا
 ہو گئی جس سے صرف ملک و مذہب برطانیہ کو اس قدر کامیابی دی تھی کہ اس کے تمام
 بانی مائند اور حکومت انگلستان اور ہندوستان کے علی عہدیر ریگ پارٹی اور
 اس کے سر کے تہائی درجہ میں شکر گزار اور مستون احسان ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے
 کہ ان نام بتوں میں برطانیہ کی خفیہ رشیں اور اس کے دیوانہ اینڈروس کا
 ہتھیار ہے۔ ہارٹر جناب اور ہائی گنٹکی جاہ طلبی اور نائیت کا کرشمہ سے یا کانگریس
 کے مذہب سے اعلیٰ کارکنوں کے متکبرانہ الفاظ جو انہوں نے کانگریس کی چہ چہوں
 میں کامیابی کے وقت میں لاپے تھے، یہ شکوے کھلا رہتے ہیں۔ ہارٹن مضمین کا
 سلسلہ جو ہارٹر جناب اور ہینڈ جو ہر لائے نہرو کے درمیان ہیں اخبارات میں پھڑ
 گیا تھا بہ گل کھلا رہا ہے یا اور کوئی۔ ہارٹن مضمین جس تک ہماری طبیعت
 نار نہیں پہنچ سکتی۔ بہر حال تنظیم قوم مسلم کے نام سے یہ تمام ناکرینی اور ناگفتنی
 کاررویاں جاری ہیں۔ اور فرقہ داری کی آگ نہایت زوروں پر جاری کہ
 برطانیہ کی امداد اور آزادی کو دور تر بنایا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ نے

کاں آرڈی کی بھیز پس کر دینا ہے۔ مگر اس کی عملی کارروائی پلوشا عنقادی کے مندرجہ
ذیل شور و صداق آ رہے ہیں۔

سے گریب رہنے کی نصیحت اور
کیوں نہ تابتہ نغمہ پرورد
سب سمجھتے ہیں نیزے مطلب کو
بانگ زدگی میں چھپے راز
نبلہاں میں کی اور کتا ہے
نہیں کرتا در قفس کو بند

الحاصل ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور دکھانے کے اور الاما کے محوم ہونے جو لوگ
ہمیشہ سے تحریکاتِ خفانت و جمعیتہ وغیرہ کے سخت سے سخت مخالفت کرتے ہوئے
من سبب وغیرہ کے پُر زور مساعی اور برطانیہ کے نہتائی و فادار نظر آتے تھے
اور جو لوگ ڈمی کارکنوں پر ہمیشہ نہتائی مظالم کرتے اور گورنمنٹ سے کرتے تھے
جو جو حضرات اپنی اور اپنے عزیز کی من زمتوں اور عہدوں اور خطابات کر رہی وغیرہ
کی بنا پر گورنمنٹ کے محکموں اور بنکوں کا ہمیشہ طواف کیا کرتے تھے۔ جو لوگ سیاست
میں حصہ لینا ناہ عظیم در شورشِ خاطر سمجھتے اور کہتے تھے۔ جو لوگ لیگ کی مذمت میں
بڑی جونی کا زور لگاتے تھے جو لوگ سیاسیات اور ملکی کارروائیوں میں کسی زمانہ
میں نہ حصہ لیتے تھے اور نہ کوئی بعیرت رکھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ آج مسلم لیگ کا
دم بھرتے ہوئے اور کانگریس کو کھاڑتے پچھاڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلم
یشنلسٹ اشخاص کے لئے ان کے زبانِ قلم وغیرہ میں کوئی گندہ لفظ نہیں جو
استعمال نہ کیا جاتا ہو۔ بہر حال یہ اہل حق ایک معنی اور حجت کرشمہ ہے باللہ تعالیٰ اسلم
قوم کو اس کے نتائج سے بچائے اور نہ مسلمانوں کا مستقبل نہایت تاریک دکھائی
دیتا ہے۔ والی اللہ المشتکی۔

میں بہترین تمام مسلمانوں اور بالخصوص ان کے سجدہ رطبتہ سے پُر زور اپیل کرتا
ہوں کہ وہ اصل اور حقیقی واقعات پر غور کریں اور لیگ کے ہائی کمانڈر اور اس

صمیمہ

بعض شبہات کا جواب

بعض معزز دوستوں نے اعتراض کیا حسین احمد نے خود ان ایام میں کہ پارلیمنٹری بورڈ میں کنڈیٹوریٹ نامزد کئے جاتے تھے۔ دو خان بہادر روس کے سئے جان توڑ کویشن کی اور ان کو لیگ کے ٹکٹ پر بھڑا کیا جس کے متعلق لورڈس میں دوسرے امیدواروں کے ساتھ محاکمہ اور جھگڑوں کی نویت آئی بس کیتھنق میں ملاحظہ کی کو دور کر دینا چاہتا ہوں

(دفعہ) ہر خان بہادر اور خطاب یافتہ رجعت پسند اور برطانیہ پرست نہیں ہو چاہئے

بشیر الدین صاحب بیرون البشیر آغا مادہ بھی خان بہادر ہیں۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ آزاد خیال ترقی پسند قومی آدمی نہیں ہیں۔ یہ خان بہادر سید بشیر الدین صاحب آف کانپور بھی خان بہادر ہیں جو کہ عرصہ سے کانگریس میں نہایت سرگرمی کے ساتھ قومی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ اس لئے خطاب استیلاں کسی کی ٹوڈیت پر نہیں کیا جاسکتا۔

خان بہادر سعید الدین صاحب فیرتاب گڑھ کیتھنق بہت کچھ اشاعتیں کی گئیں تاکہ وہ ہمیشہ سے کانگریس اور قومی خدمات میں نہایت سرگرم کارکن رہے ہیں اور آج بھی لیڈ پارٹی کے طرز عمل سے بیزار ہو کر کانگریس کیساتھ سمبلی میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) بد دونوں اشخاص باوجود خان بہادر ہونیکے آزاد خیال، قوم پرور، قومی پسند اشخاص تھے اور ان کی حالت ہرگز رجعت پسندوں جیسی برطانیہ پرستی میں نہ تھی۔ انہوں نے ایک صاحب وہ تھے جنہوں نے مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی زیر قیادت علی گڑھ یونیورسٹی کو چھوڑ کر جامعہ ملیہ میں جگہ لی تھی اور مولانا محمد علی صاحب کی گرفتاری کے بعد ہی انہوں نے مرحومہ کیساتھ ملک میں عرصہ راز تک دورہ وغیرہ کرتے رہے تھے اور راج کے زائد

میں جس کی سسر کے گھبرائے شہ قسٹ میں ڈھونڈ کر لیں اور ان میں سے ایک پر کرپٹ
 ہونے والی ہے اور قسٹ ڈسٹرکٹ کے ڈیپو کی تہ سسر کے رہتا ہے بھی وہی وہی
 مگر جو سسر صاحب وغیرہ جیت رحبت پلینوں کے منت گشت نہیں ہونے اور نہ ہی
 کو نہ تعین کرتے ہوتے بھی قوم و وطن کی توجہ کی سسر کے صاحب بھی
 اگر تہ بوجہ زہندہ و سسر ہونے کے علاوہ طور پر قومی پلیٹ ڈیپو پر نہیں آتے تھے
 مگر وہی خدمت میں تھی دس حہ ضرورتیں رہتے تھے۔ اور انہیں تھے مددوں
 حضرت ربیعہ پرنٹ سے بانٹ لیا تھے۔ کوئی بھی ان میں سے کہیں سے یعقوب
 سر یا میں ڈاکٹر استاذت احمد خاں وغیرہ جیسے نہیں رہا۔

(ج) ان کے بالمقابل جو لوگ کھڑے تھے وہ یا تو نہایت گرسے ہونے رحبت
 پسند تھے یا بھن ذنی عداوت کی وجہ سے ان کی نامزدگی کی بنا پر نگران کو بورڈ سے
 نکلنے اور یہ نام کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ نفسانی اغراض کام کر رہی تھیں۔
 حال نہ نامزدگی سے پہلے ان حضرات پر پیش کیا گیا تھا کہ تم بیگ کے ٹکٹ پر اس حلقہ سے
 کھڑے ہو جو ڈ۔ مگر انہوں سے قبلوں نہ فرمایا تھا۔ بورڈ کے نامزد کرنے کے بعد انتہائی
 جذبہ سے ان کون حلقوں سے کھڑے ہونے پر آمادہ کیا تھا۔

(د) پورے پٹی بورڈ کے اجلاس کی نامزدگی کی تاریخ تک نین سہارن بورڈ کے پٹاں
 سب حلقوں میں کوشش کی گئی کہ کوئی بھی ایسا آزاد خیال کسٹیمٹ لیگ کے نام پر
 کھڑے ہو جائے جو کہ اپنی مالی طاقت رکھتا ہو بھن بورڈ کے سہارے پر نہ کھڑا ہو۔ سوائے
 ایک شخص کے جن کا مطالبہ شہر سہارن پور کے شہری حلقہ کا تھا کوئی اور کھڑا نہ ہوا۔ یہ
 دونوں خانہ دار کھڑے ہونے والے تھے۔ مگر نہ بیگ کے ٹکٹ پر نہ اگر بلیکسٹ پارٹی کے
 ٹکٹ پر بلکہ ٹریڈ یونٹ کھڑے ہونا چاہتے تھے۔ بالآخر مجبور ہو کر انہیں کو آمادہ کیا گیا
 اور بالکل آخری شب میں چند دنوں کی کوشش کے بعد کامیابی ہوئی اور یہ دونوں

لیگ کے مینوفسٹو کو ملتے ہوئے ان کے پلج پر دستخط کرنا اور لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے کے لئے راجی ہوئے۔ میں ہی عمرتی ایکری بورڈ کے اجلاس میں پہنچا۔ ان کی عمرتی پیش ہو جانے کے بعد دوسرے اشخاص معارفانہ طریقہ پر تیار ہوئے جس کا مقصد خصوصی اور عمومی اجلاسوں میں پیش ہوا اور مجموعی تمام تفصیلات ذکر کرنے کی نوبت آئی۔ انیسویں سکران باتوں کو کھل نظر انداز کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان دو شخصوں کو بھجوری پیش کیا گیا تھا اور پچھلے انہوں نے لیگ کے مینوفسٹو اور پلج کو تسلیم کیا تھا۔ رجسٹریشن پنڈی اور حوزہ عمرتی کی انتہائی ہستی میں کبھی بھی نہیں تھے۔ لیگ کے عقیدہ اور عمل پر پوری طرح تیار ہو گئے تھے۔ ان کی گذشتہ زندگی برطانیہ پرستی کی شرمناک سرگرمیوں سے خالی تھی۔ ان کے پارٹی میں داخل ہوئے تو ڈبوں کی اکثریت نہ مفکر میں ہوئی تھی اور نہ کیفیت داشتوں۔

بجانات اس عمل کے جس کو سٹر محمد علی جناح نے ایکشن کے بعد سے اختیار کیا (۱) بجائے اسکے کہ رجسٹریشن پنڈی اور حوزہ عمرتی لوگوں کو جنہوں نے مرکزی اسمبلی میں سٹر جناح اور ان کی پارٹی کے خلاف گورنمنٹ کو ووٹ دے تھے حسب وعدہ لیگ سے نکالتے اور ان کے ایسے ہی لوگوں کو داخل کرنا چاہا (۲) ان لوگوں کو داخل کرنا چاہا جو انگریز پرستی کے اعلیٰ درجہ اور چھٹی کے اشخاص اور کارکن تھے۔ یعنی جو ایگریٹو سٹ پارٹی اور سابقہ وزارت کے کابینٹ کے ذمہ دار حضرات تھے (۳) ان لوگوں کو داخل کرنا چاہا جنہوں نے بجائے لیگ کے مینوفسٹو اور پلج کے ماننے کا یا ہم الیکشن میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر انتہائی دشمنی کا ثبوت پیش کیا تھا (۴) ان لوگوں کو داخل کرنا چاہا جو کہ بحیثیت پارٹی مسلم لیگ کے خلاف عقیدہ رکھتے تھے (۵) ان کو بحیثیت پارٹی داخل کرنا چاہا ان سب لوگوں کو داخل کرنا چاہا کہ اگر وہ جاتے تو لیگ پارٹی اقلیت میں آجاتی اور وہ سب کے سب غالب ہو جاتے۔

میں نے ان کو اس وقت کا ہے جیکہ ایکشن کے بعد یوپی بورڈ کی پہلی سٹیک میں سٹر علی نے ہر قسم

یہاں تو اس وقت کا ہے جیکہ ایکشن کے بعد یوپی بورڈ کی پہلی سٹیک میں سٹر علی نے ہر قسم

کی کوشش جت پسندوں کے داخلہ کی فرمائی تھی مگر اس کے بعد سچ لیگ کے عام ذمہ دار اور کارکن تو انہیں عناصر کی اعلیٰیت اور شریعت رکھتے ہیں جن کی مندرت اور شکایت مینوفٹلو غیرہ میں نہایت سخت الفاظ میں کی گئی تھی اور لیگ کی ذمہ دار جماعتیں ایسے ہی لوگوں سے بنائی گئیں اور تباہی جا رہی ہیں فاعتبدو یا اولی الابصار

مسٹر جناح پر اجماع کی حقیقت

باوجودیکہ مسٹر جناح مذہب اسلام اور اہل سنت اور اہل مذہب کے نہ صرف مستغنی بلکہ صحیح منفر بھی ہیں۔ ان کی زندگی مذہبی ہے۔ نہ اس پچاسے نے مذہبی ہونے یا مذہبی قیادت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ ایک کامیاب بیزسٹریں اور سیاسی قیادت کے مدعی اور خواہش مند ہیں اور پھر سیاست بھی اس قسم کی جو کہ یورپین اقوام اور ممالک کی ہے۔ اسلامی سیاست سے نہ وہ واقف ہیں اور نہ اس کے مدعی۔ اس بظن یہ ہے کہ اصحاب اعراب من عام مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے امام اور قائد اعظم ہیں۔ ان کی امامت اور قیادت پر اجماع امت منفق ہو گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لا تجمع امتی علی الضلالة کبھی کہا جاتا ہے کہ ان کی امامت کے تحت نہ آیا اور ان کی قیادت کا انکار کرنا الاجماع کا منکر ہے۔ اور اجماع کا انکار کرنا کفر ہے۔ فسق ہے۔ ضلالت ہے، بغاوت ہے وغیرہ۔

افسوس اس قسم کی دھوکہ دہی سے دنیا و آخرت کی بربادی کی صورتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ایک ہی قیادت کو یا لغرض تمام مسلمانان عالم اور ان کے اہل حل و عقد تسلیم بھی لیتے تو وہ کس طرح اجماع شرعی ہو سکتا تھا۔ کتب مذہب اور قوانین شرع کو ملاحظہ فرمائیے اور اگر یا لغرض وہ اجماع شرعی بھی ہوتا تو یہاں حدیث میں مسلمانان ہندوستان کا لفظ کب استعمال کیا گیا ہے کیا یہ فرمایا گیا ہے لا تجمع مسلمو الهند علی الضلالة یا مسلمانان

ہی صرف اُمتِ محمدیہ ہیں۔ مگر ذہنی سزاہ کے باطن کو روکا جائے جس کو نہ مسٹر جبار سے واقفیت ہے نہ راجت۔ وہ اُمت سے خارج ہیں۔ بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ اُمت میں سے بعض بوٹوں کا تنقید کرنا یہی جماع اُمت ہے۔ دراصل اس کے انداز میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو پیش کرتے ہیں۔ مائوسس کے جماع کی شرعی تعریف اور دفاع تا رہنمائی دونوں سے ناواقف ہیں۔ یقیناً اجماع میں نہ ہے، کم عقل عوام میں جو این معتقد ہیں، علیحدہ وغیرہ داخل نہیں۔ مگر یہ سب افراد اُمت میں سے ہیں، مگر اہل حل و عقد کو سب سے متفق ہونے ضروری ہیں۔ ارباب مذہب اور ذوی البصائر فی الدین کا اتفاق تو ضروری ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے انعقاد کے زمانہ میں تمام اُمت، صرف اہل عرب سے عبارت تھی۔ ان کے جملہ اہل حل و عقد نے قدر چاہنے کی خلافت کو مانا اور بنیاد اسطہ بالواسطہ، عجلت یا بدیہیہوں نے بیعت کی اور حضور سے ہی ہر قسم میں تمام ارباب حل و عقد کا کل اتفاق ہو گیا تھا اس لئے وہاں جماع اُمت متحقق ہے۔ مسٹر جبار کے لئے بیرون ہنس کے تمام مسلمان جن کی تعداد مسلمان ہندوستان سے سات، آٹھ گنا زیادہ ہے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتے اور نہ پانچ پچھپتے ہیں۔ نہ ان کے عوام نہ خواص نہ اہل دیانت، نہ اہل دنیا نہ اہل حل و عقد۔ نہ عجمی لوگوں سے مرد نہ عورتیں۔ پھر اہل ہند میں سے سیاسی اور مذہبی جماعتیں جمعیۃً اسلام، احرار، نیشنلسٹ مسلمان سریشوش جو کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہوئے اہل حل و عقد کی حیثیت رکھتے ہیں اور جنہوں نے قومی اور مذہبی کاموں میں ہمیشہ شہر و سخی اور جہاں نشاری کا نمایاں ثبوت پیش کیا ہے۔ وہ ان کی قیادت کے نہ قائل ہیں نہ تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح دیہاتی اور عام آبادی اور مذکورہ جماعتوں کے اتباع اور والیوں نے جو کہ لاکھوں کی تعداد سے نکل کر روڑوں تک پہنچتے ہیں وہ کب ان کو قیادت کو تسلیم کرتے ہیں۔

پہلے لوگوں کو آنِ خلافت واقعہ بریگ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ان کو جس طرح ممبر بنایا گیا ہے اور جس طرح بنایا جا رہا ہے۔ وہ بھی اظہارِ شمس کے لوگ اس سے واقف ہیں۔ اس تبلیغ سے مسلمانوں کو کیوں برباد کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک مفتی بنکر شرعی احکام کا عیاں پہننے کو تیار ہے۔

مسٹر محمد علی کی امامت مہیا کی مسلمانوں کے لیے

مسٹر محمد علی جناح کی شخصی کمزوری تو ان کی علمی زندگی اور ان کی صاحبزادی صاحبہ کے سول میرٹج یعنی ایک عیسائی پارٹی کے ساتھ تین ماہ تک کورٹ شپ اور اس کے بعد گرجا میں نکاح کرنے وغیرہ سے ظاہر ہے اور ان کی قومی زندگی کی کمزوری اس سے ظاہر ہے کہ وہ ٹاکنپور کے اجلاس کانگریس تک اس کے ساتھ رہے مگر جبکہ کانگریس نے ان کو ایریشن پاس کرویا تو علاحدہ ہو گئے۔ لکنہؤ کے خطبہ صدارت میں سول نافرمانی کو قوم کی خود کشی قرار دیتے ہیں اسی بنا پر اور اس قسم کی دوسری باتوں کی بنا پر ڈاکٹر انصاری مرحوم نے موتمر کے خطبہ صدارت میں ان کا ہندوستان کا دوست نہ ہونا اور فرقہ پرست بنایا تھا۔ اور اسی بنا پر کلکتہ میں علی برادران کا ان کے ساتھ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا تھا۔ ان مسٹر محمد علی جناح کے مرکزی اسمبلی میں ۱۹۳۲ء کے بعد کے واقعات سے یہ امید پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کر گئے ہیں، اور تمام ہندوستان کی بھردری اور عالی حوصلگی پر آمادہ ہو گئے ہیں، اب فرقہ پرستی کی ناپاک صورتیں ان کے دماغ سے نکل گئی ہیں۔ تقریباً دو سال کی اس قسم کی کارروائیوں نے اس قسم کے یقین دلائے کہ اسامان مہیا کرویا تھا۔ مگر حسب قول شاعر۔

من ز جہاں چشم نیکی داشتم : خود غلط بود آنچه من پنداشتم
ایکشن کے بعد کے واقعات مذکورہ بالا نے بالکل مایوس کر دیا، اور اب جو کچھ
کیا جا رہا ہے وہ تو مثل آفتاب روشن ہے۔

ان کی سیاسی رائے کی کمزوری اس سے ظاہر ہے کہ لکھنؤ کے اس مذاق ملی میں جو کہ
 ۱۹۱۶ء میں قرار پایا تھا اور اس وقت لیگ کی صدارت ان کے ہاتھ میں تھی اور بڑے
 بڑے سیاسی لیڈر نظر بند تھے۔ علما اس وقت سیاسی میلن میں نہیں آئے تھے۔
 مسلمانوں کی سیاست کو بالکل غیر مستقل بنا کر مثل پانگ ڈالوا ڈول کر دیا کسی جہ
 اور کسی صوبہ میں ان کی اکثریت تسلیم نہیں کی گئی۔ صوبہ پنجاب میں بجائے ۵۵ اہن کو
 ۵۰ سٹیں دی گئیں۔ اور صوبہ بنگال میں بجائے (۵۳) ۴۰ دی گئیں۔ اقلیت والے
 صوبوں میں اگر کچھ سٹیں زیادہ کر دی گئیں اور ربط و ربط ان کو کچھ زیادہ مل گیا تو کیا
 فائدہ ہوگا۔ ادھر ماؤنڈ ٹیمبل کانفرنس میں بنگال کے عیسائیوں کو عیس سٹیں دے کر
 ہمیشہ کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کو بنگال میں باہر دیاں شریعت بل کے متعلق، لونڈن
 کے متعلق، آرمی بل کے متعلق اور اس سے پہلے سارے بل کے متعلق جو کچھ موصوف
 کی کارروائی ہے اس پر غور کیجئے اور ان کی سیاسی رائے پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ یہ
 حضرات امت مسلمہ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔

آخر میں اظہارِ حقیقت کے طور پر اتنا عرض کر دینا نہایت مزوری ہے کہ یہ جو کچھ لکھا
 گیا انتہائی مجبوری کی حالت میں لکھا گیا ہے جس کا واحد سبب نا عاقبت اندیش اخبارات
 کی ہرزہ سرائی اور خود مسٹر محمد علی جناح صاحب کی وابستہ بناؤا نشہ غلط بیانی یا قریب
 کاری ہے ورنہ اشخاص اور افراد کی شخصی زندگی پر تصور و تبصرہ نہ ہمارا شیوہ ہے اور نہ
 ہم اس کو سببِ استحسان دیکھتے ہیں۔

مراد ما نصیحت بود و گفتیم
 حوالہ یا خدا کریم و رفتیم

نگ ایملان
 حسین احمد

جمہوریت تالیف ہندوستان کے موجودہ جمود کا حل جمیعتہ علماء ہند کا فیصلہ

دو برسوں کے مفصل حل کے بعد مناسب معلوم ہوا ہے کہ آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے موقف کے متعلق جمیعتہ علماء ہند کا فیصلہ بھی نقل کر دیا جائے تاکہ رسالہ کے ملاحظہ کرنے والے یہ فیصلہ کر سکیں کہ جمیعتہ العلماء صرف منفی پہلو میں مسلم لیگ کا خلاف نہیں کر رہی بلکہ اُس کے سامنے ایک واضح اور صاف نقشہ جو جس کو وہ پاکستان سے بہتر سمجھتی ہے اور از روئے دیانت اس کا یہ فیصلہ ہے کہ پاکستان کا یہ ہم مطالبہ مسلمانوں کے لئے تباہ کن ہے۔ اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ جس طرح مسئلہ کی جنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ کے حصے خیرے کر کے بہت سے پاکستان بنائے گئے عراقِ عظیم، شامِ عظیم، فلسطینِ عظیم، حجازِ عظیم وغیرہ جو فرانس اور برطانیہ کے قبضے استبداد میں آج تک کسے ہوئے گئے رہے ہیں اسی طرح مسئلہ کی جنگ کے بعد وعدہ آزادی کو پورا کرتے ہوئے ہندوستان کے حصے خیرے کر دئے جائیں جو ہمیشہ ایک دوسرے کے ہم مقابل انگریزی اقتدار کے متمنی رہیں اور لطف یہ کہ یہ خود مسلمانوں کے مطالبہ کی بنا پر ہو جیسا کہ مسٹر جناح نے فرمایا تھا۔ اور جب تک دلوں ٹکڑے آئیں میں اس سے نہ رہیں تب تک برطانوی حکومت کا فوجی اور خارجی کٹر طول ضروری ہے۔

دہلی ۲۲ جنوری ۱۹۴۷ء (ج ۲۲) مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۴۷ء

فیصلہ ہمارا نصب العین آزادیِ کامل ہے (دب) وطنی آزادی میں مسلمان آزاد ہوں گے۔
 اُن کا مذہب آزاد ہو گا۔ مسلم کلچر اور تہذیب و ثقافت آزاد ہو گی۔ وہ کسی ایسے آئین کو قبول نہ کرے گی جس کی بنیاد ایسی آزادی پر نہ رکھی گئی ہو جو (۱) ہم ہندوستان میں مولوں کی کامل خود مختاری اور آزادی کے حامی ہیں۔ بغیر معصومہ اختیارات مولوں کے ہاتھ میں ہونے اور مرکز کو صرف ذمہ دار نہیں گئے جو تمام مولوں کے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کریں اور جن کا تعلق تمام مولوں سے یکساں ہو۔ (۲) پانچے نزدیک ہندوستان کے آزاد مولوں کا وفاق ضروری اور مفید ہے مگر ایسا وفاق اور

ایسی مرکزیت جس میں اپنی مخصوص تہذیب و ثقافت کی مالک نہ کر دے اور نفوس پر مشتمل مسلمان قوم کسی عدوی اکثریت کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرے اور مجبور ہو ایک لمحہ کیلئے بھی گوارا نہ ہوگی یعنی مرکزی تشکیل ایسے اصول پر مبنی ضروری ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی سیاسی اور تہذیبی آزادی کی طرف سے مطمئن ہوں۔

تشریح: اگرچہ اس تجویز میں بیان کردہ اصول اور ان کا مقصد واضح ہے کہ جمعیت علماء مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور تہذیبی آزادی کو کسی حال میں چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ وہ بیشک ہندوستان کی وفاقی حکومت اور ایک مرکز پسند کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں مجموعہ ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کیلئے یہ مفید ہے۔ مگر وفاقی حکومت کا قیام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ مولوں کے لئے حق خود ارادیت تسلیم کر لیا جائے اور وفاق کی تشکیل اس طرح ہو کہ مرکزی غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی، تہذیبی حقوق پر اپنی عدوی اکثریت کے بل بوتے پر تعدی نہ کر سکے۔ مرکزی ایسی تشکیل جس میں اکثریت کی تعدی کا خوف نہ رہے باہمی اہتمام و تقسیم سے مندرجہ ذیل صورتوں میں کسی صورت پر بان کے علاوہ کسی اور ایسی تجویز پر جو مسلم و غیر مسلم جماعتوں کے اتفاق سے طے ہو جائے ممکن ہے۔

- (۱) ایشیا مرکزی ایوان کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو، ہندو مسلم ۵:۴ اور دیگر اقلیتیں ۱۰
- (۲) مرکزی حکومت میں اگر کسی بل، یا تجویز کو مسلم ارکان کی ۲/۳ اپنی مذہب یا اپنی سیاسی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت پر مخالفانہ اثر انداز قرار دے تو وہ بل یا تجویز ایوان میں پیش یا پاس ہو سکتی ہے
- (۳) ایک ایسا سپریم کورٹ قائم کیا جائے جس میں مسلم و غیر مسلم جموں کی تعداد مساوی ہو اور جس کے ججوں کا تقریباً نصف مسلم مولوں کی مساوی تعداد کے ارکان کی کمی کرے۔ یہ سپریم کورٹ مرکزی مولوں کے درمیان تنازعات یا مولوں کے باہمی تنازعات یا ملک کی قوموں کے اختلافات کا آخری فیصلہ کرے گی۔ نیز تجویز ممبروں کے ماتحت اگر کسی بل کے مسلمانوں کے خلاف ہونے نہ ہونے میں مرکزی اکثریت مسلم ارکان کی ۱/۳ اکثریت کے فیصلہ سے اختلاف کرے تو اس کا فیصلہ سپریم کورٹ کرے گا
- جاری۔ دس یا اور کوئی تجویز جسے فریقین باہمی اتفاق سے طے کریں۔ دفاع وقت محمد علی اعجازی، عالم جمعیتہ علماء ہندوستان